ڈاکٹر عمر فاروق غازی
ڈائریکٹر' سید مودودی انسٹیٹیوٹ لاہور

مغربی فکر و تہذیب : چیلنجز اور تقاضے

زیر غور موضوع میں مغربی فکر و تہذیب چیلنج اور تقاضے غور طلب ہیں آگے بڑھنے سے پہلے ان کے مفہوم و مدعا کو سمجھ لینا ضروری ہے ہے تاکہ بعد میں موضوع پر مجموعی حیثیت سے بحث کی جا سکے۔

آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق فلک کا وہ نقطہ جو شمال کے ۹۰ ڈگری بائیں واقع ہے' جہاں سورج غروب ہوتا ہے مغرب کہلاتا ہے۔ یہ دراصل سابقہ رومی دنیا کے مغربی حصے کا نام ہے۔ مشرقی تہذیب کے مقابلے میں مغربی ثقافت کے حامل وہ غیر کمیونسٹ ممالک جو یورپ اور امریکہ میں پائے جاتے ہیں انہیں Occidental اور Continental یعنی بر اعظم یورپ کے مکین کہا جاتا ہے۔(۱) چنانچہ شمالی امریکہ اور جنوبی امریکہ کے ممالک کے علاوہ ان میں برطانیہ' آئرلینڈ' ہالینڈ' نیدرلینڈ' بلجئم' سوئٹزرلینڈ' جرمنی' فرانس' سپین' پرتگال' اٹلی' جرمن' ڈنمارک' ناروے' سویڈن' فن لینڈ' وغیرہ شامل ہیں۔(۲)

''مغربی تہذیب : چیلنج اور تقاضے'' پر بات کرتے ہوئے یہ چیز ذہن نشین کرنا ضروری ہے کہ اقتصادی شعبے کے برعکس تہذیب و تمدن اور حضارت و ثقافت کے اثرات یکطرفہ اور ہمہ گیر ہوتے ہیں معاشیات میں تجارتی کاروبار اور لین دین کے دوران لو اور دو (Give and take) کا اصول کار فرما ہوتا ہے۔ لیکن تہذیب و ثقافت کے اوزان و پیمانے اس سے یکسر مختلف ہوتے ہیں۔ یہاں محکوم و مرعوب اور پسماندہ اقوام کے پاس دینے کے لئے کچھ نہیں ہوتا وہ محض اثر پذیری جہت (Recerving End) میں ہوتے ہیں جبکہ فاتح اور ترقی یافتہ قومیں تہذیب پھیلانے والی سمت (Giving End) پر ہوتی ہیں۔

ڈاکٹر محمد اسعد کے الفاظ میں :-

"It lies in human nature that nation and civilizations which one particially and economically more virile, great a strong fascination on the weaker or less activecommunities and influence them in the intellental and social spheres without having influenced themselves. Such is the situation to day with regard to the nations between the western and the Muslim world" (3)

مغربی کلچر اور تہذیب کی بنیادیں رومی تہذیب پر استوار کی گئی ہیں جس میں مندرجہ ذیل نظریات عقائد اور اصول پائے جاتے تھے :

☆ رومی سلطنت کی فتوحات کے مقاصد و اہداف میں توسیع مملکت اور اپنی قوم کے مفادات کی خاطر دیگر اقوام کا استحصال شامل تھا۔

☆ رومی قوم کے لئے بہترین معیار زندگی (Better living standared) کا حصول اور ایک مخصوص طبقے کے مفادات کو یقینی بنانا۔

☆ مشہور رومی اصول انصاف صرف رومیوں کے لئے تھا۔

"The famous Roman Justice" was justice for the Romans only

☆ خالصتاً مادہ پرستانہ ذہنیت کو اپنایا گیا تھا اور فائدہ مندو غیرہ دینی رویہ (utilitarian and Anti-religious) کو اختیار کیا گیا تھا۔

☆ رومی دیوتاؤں کو عملی زندگی (Real life) میں کوئی موثر کردار (Role) نہیں دیا گیا اور وہ "No Room for him" کے قائل تھے۔ (۴)

یہ تھی وہ مٹی جس سے مغربی تہذیب کا خمیر تیار کیا گیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت سے دیگر بیرونی و اندرونی عوامل بھی مغربی فکر کی ترقی اور اس کے پروان چڑھنے میں ممد و معاون ثابت ہوئے۔ ڈاکٹر اسد رقم طراز ہیں کہ :

"This was the soil out of which Modern Western Civilization greve. It undentatedly received many other influence in the cource of its development, and notified the cultural inheritance of Rome in more then respect. But the fact remains that all that is real today in western cities and outlook on life is directly traceable to the old Roman civilization" (5)

مذکورہ بالا پس منظر کے پیش نظر ہم یہ نتیجہ اخذ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ دراصل موجودہ غالب مغربی فکر جس کی اساس مادیت ' لادینیت اور حواس و عقل کی غیر مشروط اطاعت ' حصول مسرت اور نفع عاجل اور خود سے برتر کسی قوت کی نفی پر ہے اپنی نام نہاد محکم بنیادوں سے ماورا ' محض حقیقت کی قائل ہی نہیں۔ مذہب اس کے نزدیک ہدایت وہمی کا نام ہے اور اللہ ایک وجود موہوم ہے وہ اس کی طرف پیش قدمی کیلئے تیار نہیں بلکہ زیادہ صحیح الفاظ میں حضرت ابراہیم کے برعکس وہ چہرہ دعا کرتی ہے کہ میں نے اپنے آبائی مذہب کو ترک کر دیا ہے اور اس سائنس ' ٹیکنالوجی اور ترقی کا مذہب اختیار کر لیا ہے۔

جو مجھے ایسے گلشن بے خار کی طرف لے جائے گا جہاں نہ احتیاج ہے نہ خوف' نہ کوئی پابندی ہے نہ قدغن' مگر اس راستے کی یہ محض ایک مفروضہ منزل ہے دوسری ممکنہ منزل وہ ہے جس کی طرف خود مغربی دانشور اشارہ کر رہے ہیں یعنی ایسی اتھاہ گہرائی جس کی تاریکی اور عمق ہی سے جھرجھری آجاتی ہے(۶)

تہذیب مغرب کا سب سے خطرناک چیلنج فرد کی غیر محدود آزادی و حریت (Limit less freedom of individual) ہے جس میں کسی قسم کی اخلاقی' معاشرتی اور سماجی قدروں کی پابندی کا لحاظ نہیں کیا جاتا۔ اسی مادرِ پدر آزادی نے بے راہ روی کو فروغ دیا ہے اور قدیم و جدید دونوں نسلوں کے مابین نظریاتی اور عملی بُعد (Generatio Gap) کو جنم دیا ہے معاشرتی زندگی میں نظم و ضبط اور ڈسپلن ختم ہو رہا ہے' اور آزاد منش اور فری لانسر والا رویہ عام ہو چکا ہے۔ شخصیات کا احترام و عزت مفقود ہے اور ادارے اپنا تقدس و مقام کھو بیٹھے ہیں۔ جبکہ اسلام ایک لگے بندھے نظام اور مضبوط سسٹم کا قائل ہے اور انسانی ترقی کیلئے بقول ڈاکٹر اسد ایک مستقل مقدار (startic quarntity) فراہم کرتا ہے جو کہ انسانیت کی انفرادی اور اجتماعی ترقی اور فروغ کی ضامن ہے۔ چنانچہ فرضی نمازوں کی تعداد' فرضوں' نوافل سنتوں کا تعین۔ قیام' رکوع' سجود' قعدہ اور جلسہ وغیرہ کے دوران پڑھی جانے والی سورتوں کی تسبیحات اور تکبیرات کی تعداد تک مقرر کر دی گئی ہے اور رمضان المبارک کے روزوں کی تعداد بھی متعین ہے الغرض اسلام کا منظم نظام عبادات انسان کی زندگی میں منظم رویے کو پروان چڑھاتا ہے(۷)

مغربی فکر اور تہذیب کا دوسرا چیلنج اہل مغرب کا نسلی برتری کا تصور ہے یونانی اور رومی اپنے آپ کو مہذب Civilized اور اپنے علاوہ دوسروں کو خصوصاً مشرق کے باسیوں کو Heathem وحشی قرار دیتے ہیں نسلی برتری کا یہ زعم باطل مغربی دنیا میں بھی سرایت کر چکا ہے اور وہ بھی پوری انسانیت پر اپنی عظمت و برتری اور فوقیت کے معتقد ہیں اسلام دوراہے پر Islam at teh Goes Roads کا مصنف لکھتا ہے :

"Since that time the Occidental, believe that their racial superiority over the rest of mankind is a matter of fact; and the more or less pronounced contempt of non-Europeon and nations is one of the standing factors of western civilization" (8)

گزشتہ ہزاری (Millimieum) میں جنوبی افریقہ میں نسلی تفریق کا گھناؤنا کھیل کھیلا جاتا رہا اور ملک کے اصل باشندوں کو محض کالے ہونے کی وجہ سے زندگی کے تمام حقوق سے محروم رکھا گیا اور گوروں کی برتری کو تسلیم کیا گیا۔ جنوبی افریقہ کی آزادی کے ہیرو نیلسن منڈیلا کو ۲۸ سال قید و بند کی صعوبتوں سے دوچار کیا گیا۔ اسی طرح مغربی تہذیب کے علمبرداروں نے بالٹیک کی تین روسی

ریاستوں کو محض عیسائی ہونے کے ناطے آزاد ریاستوں کے طور پر قبول کر لیا گیا اور مشرقی تیمور کے صوبے کو انڈونیشیا سے الگ کر کے ایک خود مختار حیثیت عطا کی گئی۔ دوسری جانب گزشتہ پچاس سالوں سے زائد جاری مقبوضہ کشمیر میں آزادی کی تحریک کی تاحال شنوائی نہ ہوئی اور نہ ہی چیچنیا کے مسلمانوں کو انصاف فراہم کیا گیا۔

بیسویں صدی کے نصف آخر کے شروع میں ایک جدید چیلنج ترقی یافتہ دنیا کے سٹیج پر نمودار ہوا اور اب نہ صرف وہاں اپنی گرفت مضبوط کر چکا ہے بلکہ ساری دنیا کو ایسے مضبوط شکنجے میں جکڑ لینے کے لئے تیار ہے۔ امریکہ' یورپ اور معاشی طور پر آسودہ ممالک ایک نئے عہد میں داخل ہو رہے ہیں جسے عہدِ اطلاع یا اطلاعی عہد (Information Age) اور مابعد صنعتی دور (Post-industrial Era) کا نام دیا گیا ہے۔ مستقبل دان الون ٹوفلر نے اس پیش رفت کو تیسری لہر (Third wave) کا نام دیا ہے بقول اس کے پہلی لہر نے انسانوں کو شکار اور غذا کی تلاش میں سرگرداں حیوان کے دائرے سے نکال کر کاشت کار کے درجے تک پہنچایا' مشینی دور کی بدولت صنعتی انقلاب (Industrial Recalations) کی طرح ڈالی گئی اور اب ہم اس تیسری لہر کے شانے پر ہیں جو ایک بالکل نئے معاشرے' نئی معاشرت اور جدید طرز فکر کو جنم دے رہی ہے۔

حال ہی میں فوکویاما جو کہ جاپانی نژاد امریکی عالم عمرانیات ہے' کی تازہ تصنیف The Great Distruption" انتشارِ عظیم شائع کردہ پروفائل بکس' لندن ۱۹۹۹ء کے مطابق "اطلاعی معاشرہ" کے سبب نام نہاد جمہوری دور میں واضح اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ آج لوگوں کو آزادی ہے کہ ٹی وی یا کیبل کے درجنوں چینلز میں سے جسے چاہیں دیکھیں' انٹرنیٹ پر جس سے چاہیں پینگیں بڑھائیں تفریح کے درجنوں ذرائع میں سے جس سے چاہیں لطف اندوز ہوں۔ ڈھیلے ڈھالے اخلاقی رویوں کے صدقے' من مانی کا دائرہ کافی وسیع ہو گیا ہے۔ نوجوانوں کو تو چھوڑیئے' بچوں کے رویوں اور طرز زندگی پر بھی والدین کی قدغنیں غیر قانونی قرار دی جا رہی ہیں کھانے پینے کی پابندیاں بڑی حد تک ختم ہو چکی ہیں عوام پر سے حکمرانوں کا اختیار کم ہو گیا ہے(۹) بیورو کریسی کے سخت ضابطے ڈھیلے پڑتے جا رہے ہیں اور فرد کے اختیار اور آزادی میں مسلسل اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ قید و بند' ممنوع و مباح' جائز و ناجائز' کی بحثیں بے معنی ہوتی جا رہی ہیں(۱۰) اقدار کی اس شکست و ریخت اور معاشرے کے اس انتشار کو انتشار عظیم (The Great Distruption) کا نام دیا گیا ہے۔ یہ ایک بھیانک اور تلخ حقیقت ہے۔ یہ سنہرے ماضی کی خواب ناک وادیوں میں گم ہو جانے کی خواہش نہیں بلکہ ایک کربناک حقیقت ہے جسے شماریاتی طریق پر بڑھتے ہوئے جرائم' بے پدر اولاد' کاروبار اور سیاست میں اخلاق اور اعتماد کا فقدان' تعلیمی مواقع کے زوال اور بیکار

نوجوانوں کی بے مصرف فوج کے بڑھتے ہوئے اعداد کی روشنی میں ناپا جاسکتا ہے۔(۱۱)

صنف نازک اور جنسی تعلقات کے بارے میں بھی مغربی تہذیب نے مہلک چیلنج پیش کیا ہے۔ عورت اور صنفی روابط کے متعلق مغرب ہمیشہ سے بے راہ روی کا شکار رہا۔ یہاں بھی افراط و تفریط اور دو انتہاؤں کے درمیان سخت کشمکش جاری رہی اور اس تناؤ میں کبھی اعتدال اور توازن پیدا نہ ہوا۔ سید قطب شہید کے الفاظ میں "عورت اور صنفی تعلقات سے وابستہ نقطۂ نظر سے پیدا ہونے والی بے چینی و اضطراب اور عدم تعاون اس بے اعتدالی سے کسی طرح بھی کم نہیں جو انسان اور اس کی فطرت سے متعلق غلط نکتہ نظر سے پیدا ہوتی ہے' کیونکہ ان دونوں خرابیوں کا سرچشمہ ایک ہی ہے یعنی اس وجود کی دونوں صنفوں کی حقیقت سے ناواقفیت اور اللہ کی ہدایت سے روگردانی"(۱۲)

مذکورہ بالا چیلنج کی صداقت کا اندازہ مندرجہ ذیل دو واقعات سے بہ آسانی لگایا جاسکتا ہے:

☆ آسٹریا میں ایک کپڑے کی دوکان والوں کے اعلان پر سینکڑوں شہری ان کی مختلف برانچوں پر ملک بھر سے امڈ پڑے کیونکہ انہوں نے عریاں آنے والے افراد کو ۵۰۰۰ شلنگ (۳۶۰ ڈالر) دینے کا اشتہار دیا تھا وہاں کے ایک معروف تجارتی مرکز میں ستر کے قریب عریاں افراد صبح دکان کھلنے کا انتظار کرنے لگے۔ کپڑوں کے لئے ووچر حاصل کرنے کا طریقہ کار یہ تھا کہ ان کو کیش حاصل کرنے تک مسلسل برہنہ رہنا تھا اور کیش کاؤنٹر پر انہیں وقتی طور پر تن ڈھانپنے کے لئے ایک تولیہ دیا جاتا۔ دوکان کھلنے سے پہلے گھنٹے میں تقریباً دو سو افراد کیش ووچر حاصل کر چکے تھے۔ یہ پیشکش ہر پیر کو یکم مارچ تا ۱۳ مارچ ۲۰۰۰ء تک جاری رہی۔

☆ اسی طرح آئر لینڈ طلاقوں کی سرزمین بن گیا ہے اور طلاق کی خواہش مند عورتوں کی تعداد مردوں سے دوگنی ہوگئی ہے۔ گزشتہ برس میں یہ شرح ۱۳۵ فیصد بڑھ گئی جس کے دوران ۸۷۸۰۰ جوڑوں میں علیحدگی ہوگئی۔ عدالتوں میں ہر ہفتے ۲۵۰ درخواستیں دائر ہوتی ہیں۔ گزشتہ سال طلاق کی ۳۲۴۰ درخواستوں میں سے عدالتوں نے ۲۴۴۴ طلاقیں کرادیں ملک میں اتنی بڑی سماجی تبدیلی آئی ہے کہ لوگ شادی شدہ زندگی سے بیزار ہوگئے ہیں جس کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ حالیہ برسوں میں ۳۰ فیصد ناجائز بچے پیدا ہوئے جو یا تو غیر شادی شدہ عورتوں کے ہاں پیدا ہوئے یا ایسے جوڑوں کے ہاں جو شادی کے بغیر رہ رہے ہوں(۱۳)

الغرض! انسانی تجربے نے یہ ثابت کردیا ہے کہ الحاد' لادینیت اور مذہب سے بیگانگی انسانی اخلاق کو تباہ و برباد کردیتے ہیں اور آج کے انسان کا اخلاقی دیوالیہ پن اسکا کھلا ثبوت ہے علامہ اقبال نے اس کی یوں تصویر کشی کی ہے۔

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں میں
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
اپنی حکمت کے خم و پیچ میں الجھا ایسا
آج تک فیصلہ نفع و ضرر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاؤں کو گرفتار کیا
زندگی کی شبِ تاریک سحر کر نہ سکا (۱۴)

مغربی فکرو تہذیب کے پیش کردہ چیلنجوں اور خطرات کا تقاضا ہے کہ ہم سید قطب شہید کے الفاظ میں صحیح علمی نقطہ نظر اختیار کریں' ہمیں انتہاپسندی اور بے راہ روی کے تمام مظاہر اور اس کے پیچھے پنہاں حقیقی اسباب کا کھوج لگانا ہوگا کیونکہ ہمارا ضابطہ حیات مستقل مطالعہ پر قائم ہے اور اللہ کے مقرر کردہ دستور زندگی سے ماخوذ ہے۔ ہماری تہذیب اور مغربی تہذیب کی راہیں جدا اور اغراض و مقاصد مختلف ہیں۔ حیاتِ انسانی' انسانی اخلاقیات اور تمدن و معاشرت کے بارے میں ہمارا ایک مستقل نقطہ نظر ہے' زندگی اور تاریخ کی تعبیریں ان سے الگ ہیں۔ غرض ہر اس عنوان میں فرق نظر آئے گا جس کو دورِ جدید کے اجتماعی نظاموں نے اختیار کیا ہے اور جس پر اسلامی نظام نے روشنی ڈالی ہے۔ (۱۵)

مولانا مودودیؒ نے بجا طور پر فرمایا ہے :

"مذہب کا کمال یہ ہے کہ اس نے انسان کو ایک معاشرے کی صورت میں منظم کر کے اسکے تمام معاشرتی مسائل کا عادلانہ حل پیش کیا ہے مذہب سے بیگانگی کی بنا پر انسان اس دنیا کا نہیں' کسی اور دنیا کا باسی ہوتا" (۱۶)

مغربی فکرو تہذیب کے چیلنج کا مقابلہ کرنے کیلئے ہمیں مندرجہ ذیل اقدامات کرنے ہونگے :

☆ اسلامی نظریہ حیات کے سیاسی' معاشرتی' اقتصادی اور اخلاقی پہلوؤں کو جدید علوم و فنون اور عصر حاضر کی احتیاجات کی روشنی میں علمی و سائنسی انداز میں پیش کیا جائے۔

☆ امت مسلمہ کو تمام اجتماعی مسائل کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک مشترکہ موقف اختیار کرنا چاہیے اور سعودی عرب کو مرکزی مقام کے طور پر تسلیم کرنا چاہیے۔

☆ عالم اسلام میں اسلام کے شورائی اور جمہوری نظام کو نافذ کرنا چاہیے۔

☆ اسلامی دنیا کو سود سے پاک معیشت پر مبنی بنکاری نظام کو اپنا کر عملی نمونہ پیش کرنا چاہیے۔

☆ ہمیں اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیوں میں اسلام کے اخلاقی اقدار کو اپنانا چاہیے۔

☆ VOA, B.B.C اور VOG کی طرز پر VOI (Voice of Islam) کا ادارہ قائم کرنا چاہیے تاکہ

انفارمیشن ٹیکنالوجی کے دور میں اسلامی کلچر اور روایات کو فروغ دیا جاسکے۔

☆ بین الاقوامی عدالت انصاف (International Court of Justice) کے انداز پر بین الاقوامی اسلامی عدالت (International Islamic Court of Justice) قائم کی جانے چاہیے۔

☆ ورلڈ اسلامک ریسرچ کونسل کا قیام عمل میں لایا جائے۔

فہرست کتابیات

(1) The Conare oxford Dictionary, 7th Edition, by J.B sykes, Oxford Press, 1983, Page: 1223

(2) "Word Mah" Published by Govt of Pakistan

(3) Islam at the Cross Road" Dr. Mohammed Asad, 6th Edition, Ashraf Printing Press, Lahore, 1975, page 8

(4) Ebit, Page 42, 43

(5) Ebid , page 42

(۶) ترقی اور انتشار عظیم مقالہ مقالہ از پروفیسر عبدالقدیر سلیم' ماہنامہ ترجمان القرآن' شمارہ مارچ ۲۰۰۰' ص ۵۵

(7) "Islam at the Cross Road" Page 33,34

(8) Ebid, Page 63

(۹) "ترقی اور انتشار عظیم" ص ۴۲

(۱۰) ایضاً ص ۴۴'۴۵

(۱۱) ایضاً ص ۴۵'۴۶

۱۲۔ "اسلام اور مغرب کے تہذیبی مسائل" ترجمہ الاسلام ومشکلات الحضارۃ" مصنف سید قطب شہیدؒ' ترجمہ ساجد الرحمان صدیقی' مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور' ۱۹۸۲' ص ۷۲

۱۳۔ "نوائے وقت" لاہور ایڈیشن' یکم مارچ ۲۰۰۰ء

۱۴۔ "ضرب کلیم" از علامہ اقبال" صفحہ ۲۹

۱۵۔ "اسلام اور مغرب کے تہذیبی مسائل" ص ۷۵

۱۶۔ "افکار معلم" مقالہ بہ عنوان "مذہب انسانی زندگی کی ناگزیر ضرورت" ڈاکٹر طاہرہ بشارت' جلد ۱۳' شمارہ مارچ ۲۰۰۰ء ص ۱۳'۱۴۔